مولانا محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

نائن الیون (۹ستمبر) کے بعد عالم اسلام کے بدلتے ہوئے حالات

حضرت مولانا سمیع الحق کا امریکی اور مغربی میڈیا سے حال ہی میں کیا گیا ایک انٹرویو

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا موجودہ عالمی حالات پر انٹرویو جو انہوں نے حال ہی میں امریکہ کے مشہور ٹی وی چینل سی بی ایس (CBS) کو دیا یہ انٹرویو اس چینل کی معروف شخصیت سٹیو کرافٹ نے اپنی ٹیم کے ساتھ کیا۔ جسے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے من وعن شائع کیا جارہا ہے۔............................ (ادارہ)

س: میں پانچ سال قبل آپ سے انٹرویو کرنے آیا تھا ان پانچ سالوں میں کافی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔آپ بھی بدل گئے ہیں یا نہیں اور مدرسہ بھی۔فرق آیا ہے یا نہیں؟

ج: اس میں شک نہیں ہے کہ پوری دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آئی ہے مگر مغربی اور امریکی اقدامات کے نتیجہ میں دنیا اور انسان بھلائی کی طرف نہیں گیا۔مشکلات بڑھ گئی ہیں۔میرے خیال میں بڑا المیہ ہے ان پانچ سالوں میں ہمارا تو بہت کچھ لٹ گیا ہے اور بدل گیا ہے افغانستان کا نقشہ اور عراق کی صورتحال بھی آپ کے سامنے ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم بہت بڑے نقصانات اور تباہیوں کے شکار ہوئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو سپر پاور تھے ان کی مشکلات بھی اب زیادہ بڑھ گئے۔ان پانچ سال میں ان کو کچھ بہتری حاصل نہیں ہوئی کئی دہائیوں سے عالم اسلام اور مغرب میں ایک قرب تھا' مغرب نے اپنی پالیسیوں سے اس کو دھچکا لگایا۔آج وہ بھی ایک دلدل میں پھنسا ہے' ہم تو ضعیف قوم ہیں۔یعنی اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہیں۔

س: جب ہم نے آپ سے پہلی ملاقات کی تھی آپ طالبان کی بہت زیادہ حمایت کرتے تھے تو کیا اب بھی آپ طالبان کی حمایت کرتے ہیں۔

ج: ۹/۱۱ سے پہلے صرف میں نے نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا ان کو سپورٹ کر رہی تھی' اور کئی ممالک جیسے عرب امارت' سعودی عرب وغیرہ نے طالبان حکومت کو تسلیم بھی کیا تھا۔افغان جہاد کے ساتھ پوری مغربی دنیا اور امریکہ کی بھی بہت بڑی دلچسپی تھی' ہم نے اصولی اور اخلاقی طور پر طالبان کو سپورٹ کیا اور اس میں ہم حق بجانب تھے

کیونکہ طالبان سے پہلے افغانستان میں بدامنی تھی، قتل وقتال تھا ہزاروں لوگ ایک دوسرے کو مارتے تھے طالبان نے وہاں امن قائم کیا اور افغانستان کو آزاد کرانے میں جتنی قوتوں نے بشمول مغربی دنیا کے سوویت یونین سے بچانے کی قربانیاں دی تھیں۔ ان قربانیوں کو بچانے کے لئے طالبان نے بہت بڑی سٹرگل کی اس وقت بھی ان کی تحسین کرنی چاہیے تھی اب تو نقشہ بدل گیا ہے طالبان تو اب سکرین پر نہیں اور وہ اپنے معاملات حل کر رہے ہیں، اور سوچ رہے ہیں ہماری خواہش ہے کہ اپنے ملک میں بیٹھ کر اپنا معاملہ خوش اسلوبی سے طے کریں اور وہاں خانہ جنگی ختم ہو جائے۔

س: آپ اسامہ بن لادن کو کس نظریے سے دیکھتے ہیں؟

ج: اس کے بارے میں ابھی کوئی تازہ معلومات نہیں کہ حقیقت حال کیا ہے اور وہ کس جگہ ہے اس کی کبھی کبھی ویڈیو اچانک آجاتی ہیں جسے آپ بھی دیکھتے ہیں یہ بھی اللہ کے علم میں ہے کہ وہ ویڈیو اصلی ہے یا نقلی۔ بظاہر تو ہمیں یہی نظر آرہا ہے کہ وہ اسی موقف پر ڈٹا اور قائم ہے اور میرے خیال میں اس میں کوئی لچک شاید نہیں آئی ہے۔ جو ویڈیو آپ کے سامنے آئی ہیں اگر اسے ملاحظہ کریں۔

اصل معاملہ تو اس کا ہے کہ آپ تجزیہ کریں کہ وہ تبدیل ہو گیا ہے یا نہیں ہم نے القاعدہ کا نام ۱۱/۹ کے بعد سنا ہے اس سے پہلے یہ نام اکثر لوگوں نے سنا ہی نہیں تھا۔ اب اس کا نیٹ ورک کیا ہے کیا نہیں آپ کے سورسز تو بہت زیادہ ہیں حقیقت کا تو آپ کو بہت زیادہ علم ہونا چاہیے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اب تو وہ نقشہ تبدیل ہو چکا ہے۔ اب تو یہ ایک فیشن بن گیا کہ دنیا میں جہاں بھی کوئی تخریب کاری کرے تو وہ کمپیوٹر انٹرنیٹ سے بھیج دیتے ہیں کہ یہ القاعدہ نے کیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ بہت بڑی سازش ہے کہ جو لوگ کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ آپ کو ایک ہی رخ پر ڈال دیتے ہیں آپ بھی اسی رخ پر لگ جاتے ہیں اس کا پتہ نہیں کہ وجود ہے بھی یا نہیں تو اصل ہاتھ جو اپنے مذموم مقاصد کے لئے اس جنگ میں مسلمان مغرب اور امریکہ کو درمیان میں لڑانا چاہتے ہیں۔ وہ در پردہ رہ جاتا ہے ان کے نقاب کو ابھی تک ہٹا نہ سکے۔ لندن کے واقعہ سے یہ چیز اور بھی واضح ہو کر سامنے آئی کہ کچھ طاقتیں جو مسلمانوں اور عیسائیوں اور مغربی قوتوں کے درمیان جنگ جاری رکھنا چاہتی ہیں وہ اس آگ پر تیل چھڑکتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ پورا مغرب اس جنگ سے نہ اکتائے، مسلمان اور مغربی اقوام کو ایک دوسرے سے لڑانے اور دور کرانے میں وہ لگے رہیں۔ آپ نے اس نقطہ پر کبھی غور نہیں کیا کہ وہ ہاتھ کون ہے؟ میرے خیال میں ۱۱/۹ کے در پردہ بھی وہی لوگ تھے اور وہی لوگ ۷/۷ کے پشت پر بھی تھے۔

س: جب میں پانچ سال پہلے آیا تو آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کا اسامہ بن لادن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ کا ابراہم لنکن کے بارے میں کیا خیال ہے تو اس سے اندازہ ہوا کہ وہ آپ کیلئے ہیرو تھے۔

ج: ۹/۱۱ سے پہلے وہ پورے مغرب کا بھی ہیرو تھا' وہ امریکیوں کا بھی ہیرو تھا' کیونکہ وہ ایک سپر پاور سے ٹکر لے رہا تھا تو وہ بہت بڑی بہادری کی بات تھی' اس لئے تمام مسلمان اس کو بہت بڑا ہیرو سمجھتے تھے' آزادی کی جو جنگ ایک ظالم قوت نے افغانستان پر مسلط کی تھی اس میں وہ لڑ رہا تھا تو اس میں میرے اور آپ کے نقطہ نظر میں کوئی بھی اختلاف اس وقت نہیں تھا اور آپ سب اسکو ہیرو سمجھتے تھے۔

س: آپ اب بھی یہی سمجھ رہے ہیں؟

ج: آپ عراق کو دیکھئے' فلسطین کو دیکھئے اور خود افغانستان کو دیکھئے کہ اگر کوئی بڑی طاقت آ کر اس کی آزادی کو سلب کرتی ہے اور وہاں وہ بیٹھ جاتی ہے کہ ہم ان کو آزادی دلاتے ہیں' آزادی کے نام سے ان کو غلام بناتے ہیں آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہیں گے؟ جو بڑی قوتیں اس طرح غریب و کمزور قوتوں پر مسلط ہو کر ان کے وسائل و ذرائع سب کو لیکر ان پر قبضہ جما لیتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مغرب اور امریکہ سب سے زیادہ بنیادی حقوق کا دعویدار ہے' اور میرے خیال میں آپ کو بھی وہی سمجھنا چاہیے جو رشیئن وار کیخلاف صورتحال تھی اور ان کی آزادی اب جن لوگوں نے سلب کی ہے تو دونوں حالات ایک جیسے اور ایک ہی نقشہ ہے کوئی فرق تو ہمیں نظر نہیں آتا۔

س: آپ کے خیال میں اسامہ بن لادن ۹/۱۱ اور اس قسم کے واقعات کرنے میں حق بجانب ہیں؟

ج: دیکھئے ابھی تک تو کسی نے ثابت نہیں کیا کہ یہ مسلمانوں نے کیا ہے یا کس نے؟ اس حادثہ کے آدھ گھنٹہ بعد یہ اعلان ہوا تھا اس کے بعد آپ نے کمیشن بنائے اور سروے و تفتیش کروائی' کئی کئی سو صفحات اس پر مغربی لوگوں نے لکھے اس میں مسلمانوں کے ملوث ہونے کی کوئی بات نہیں آئی ہم نے کہا تھا کہ کوئی بھی ثبوت پیش کریں اور کسی بڑی اعلیٰ عدالت میں اس مسئلہ کو لے جائیں ہم نے کبھی ایسے اقدامات کی تحسین نہیں کی ہم نے لندن کے واقعہ پر بھی دوسرے دن صریح تنقید کی ہے۔ اس وقت بھی ہمارا خیال تھا کہ یہ کوئی تیسری طاقت ہے جو مسلمان اور مغربی اقوام کو لڑانا چاہتی ہے اور اس کے بہت سارے شواہد سامنے آ بھی گئے ہیں اب بھی یہی صورتحال ہے کہ اصل مجرموں کی نقاب کشائی کرنی چاہیے ورنہ پھر یہ جنگ بہت بڑھ جائے گی آپ کے لئے بھی اور مسلمانوں کے لئے بھی۔ بہت بڑا نقصان ہوگا۔
میں نہیں سمجھتا کہ مسلمان اتنی ترقی کر چکا کہ وہ ٹیکنالوجی وغیرہ ہیں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ ۹/۱۱ جیسا قدم اٹھا سکیں۔ میرا اس وقت بھی خیال تھا کہ مسلمانوں میں اتنی قوت اور ترقی نہیں آئی اور اگر یہ کام مسلمانوں نے سائنٹفک طریقے سے کیا ہوتا تو پانچ چھ سال میں دوبارہ بھی کوئی ایسا کام کر لیتے حالانکہ اسکے بعد کچھ بھی نہ ہو سکا دشمن جو آگ لگانا چاہتے تھے وہ لگا دی انکا مقصد پورا ہو گیا' ورنہ کہیں تو اتنے بڑے پیمانہ پر یہ لوگ دوبارہ کوئی ایسا قدم اٹھا لیتے۔

س: کس نے کیا ہوگا اگر مسلمانوں نے نہیں کیا ہو؟

ج: بہت سے لوگوں کا ذہن صہیونیوں کی طرف جاتا ہے کہ وہ مغرب کو بھی شکنجہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ ایک تیر سے

دو شکار کرنا چاہتا ہے کہ مغرب اور مسلمان آپس میں لڑتے رہیں۔ مغرب بھی گرفت اور دباؤ میں رہے اور پوری اسلامی دنیا پر مسلط ہو جائیں ان کو دبا کر رکھیں وہ اپنا تحفظ اسی میں سمجھتے ہیں۔

س: یہاں کے سٹوڈنٹ کو یہ باتیں پڑھائیں جاتی ہیں؟

ج: یہ خیالات ساری دنیا میں عام ڈسکس ہو رہے ہیں کوئی تہہ خانے یا بند کمرے میں محصور نہیں ہیں۔ یہ تمام دنیا کے چینلز' اخبارات اور تقریریں ہر چیز دنیا کو پہنچتی ہے' ہر روز ٹیلی ویژن کی سکرین پر یہ سب چیزیں فلسطین کی عراق کی افغانستان کی کشمیر کی سامنے آئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف مسلمانوں تک نہیں بلکہ دنیا میں دردمند لوگ ہیں عام انسان دیکھتے ہیں کہ بنیادی حقوق کا وائیلنس اس طرح ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عقل وشعور دے رکھا ہے اسے پڑھانے کی ضرورت نہیں بلکہ سٹوڈنٹس ہر ادارے کے یونیورسٹیوں کے کالجوں کے اور مدرسوں کے اتنے تیز ہو چکے ہیں کہ وہ ہمیں عالمی حالات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں بجائے اس کے ہم ان کو سمجھائیں' ان سب کو یہ احساس خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ مغرب تو اسلام کا اتنا دشمن نہیں تھا اس کی پشت پر کچھ ڈوریں ہیں اور کوئی ان کو ہلا رہا ہے۔

س: کیا آپ اپنے شاگردوں کو جہاد اور ٹریننگ کی تلقین کرتے ہیں کہ جائیں اور سپر پاور کے خلاف جہاد لڑیں؟

ج: ان باتوں کی سب سے زیادہ تربیت اسرائیل میں دی جاتی ہے۔ وہاں ٹریننگ بھی دی جاتی ہے' ذہنی واشنگ بھی ہوتی ہے اور ان کو بتایا جاتا ہے کہ ہمارے علاوہ ساری دنیا کے انسانوں کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ میرے خیال میں تو ہمارے ہاں جہاد صرف ظلم کو روکنے کی بات ہے کہ ظالم کے ظلم سے بچا جائے اب اس کے مختلف طریقے ہیں اگر آپ طاقت سے نہیں روک سکتے تو پھر زبان سے بات کریں احتجاج کریں' جمہوری طریقے سے جمہوری دنیا کو ساتھ ملائیں' یہی چیز ہے جہاد اور جہاد اس کو کہتے ہیں کہ کوئی بڑی طاقت مظلوم اور غریب اور کمزور انسانوں کو ہڑپ نہ کرے اس کے ملک پر اس کے سورسز پر قبضہ نہ کرے۔ اسلام اور عیسائیت اور تمام دنیا کو ہر مذہب یہ حق دیتا ہے کہ ظالم کے ظلم سے اپنے آپ کو بچائے رکھو' یہ حق نہ صرف انسانوں مسلمانوں بلکہ حیوانات کو بھی حاصل ہے کہ اگر ایک شیر خرگوش کو بھی پکڑے تو تو خرگوش اپنی بساط کے مطابق مزاحمت کرتا ہے اور اس کی آنکھیں پھاڑتا ہے۔

س: آپ جو کچھ مدارس میں پڑھا رہے ہیں اور وہ مدارس جنہیں مشرف بند کروا رہا ہے جسے مثال کے طور پر اسلام آباد لال مسجد کا مدرسہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ آپکی پڑھائی اور تربیت دینے اور ان مدرسوں سے فارغ ہونے والوں میں کیا فرق ہے۔

ج: میرے خیال میں تو سارے مدرسوں کا نظام ایک ہے۔ کورس بھی ایک ہی پڑھایا جاتا ہے۔ کسی بھی مدرسہ کے کورس میں دہشتگردی اور انتہا پسندی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ آپ جس مدرسہ کا نام لے رہے ہیں یہ معصوم اور نوجوان پر امن لڑکیاں تھیں۔ ان سے کس دہشتگردی کا خطرہ تھا وہ تو قرآن کریم ناظرہ پڑھتی ہیں یا حفظ سے یاد کرتی ہیں یا

اسلامی تعلیمات حاصل کرتی ہیں۔ یہ ہزاروں مدرسے امن وسلامتی اور قرآن وسنت کی تعلیمات پڑھاتے ہیں۔ اب اگر ہزاروں مدرسوں میں کسی جگہ ایک مشتبہ شخص پکڑا جاتا ہے۔ ہزاروں مساجد اور مدرسوں میں اگر کوئی ایک شخص پناہ لینے گھس جاتا ہے۔ اور پھر اس کی کڑیاں ان حالات سے ملائی جائیں جو افغانستان میں ہیں یہ وہی ملبہ ہے جو ہمارے اوپر ڈالا گیا ہے افغانستان کی آزادی کے بعد امریکہ کو سامنے آ کر اس ملبے کو ہٹانا چاہیے تھا۔ یکم اگست کو شاہ فہد کے جنازے کے لئے جاتے ہوئے جنرل مشرف کے ساتھ جہاز میں ہم اکٹھے ہوئے تو وہاں موقع ملا تقریباً دو ڈھائی گھنٹے ہم دونوں نے اس ساری بات کو ڈسکس کیا' انہوں نے بھی کھل کر اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور میں نے بھی جو موقف تھا اور جو حالات مسلمانوں کو درپیش ہیں بیان کئے۔ اس بارے میں ہماری بڑی تفصیلی بات ہوئی' میں نے ان سے یہی کہا کہ صرف مغرب کا دفاع کرنے کی بجائے آپ اپنی مشکلات بھی ان کے سامنے رکھیں کہ وہاں تو اِکا دُکا ایسے واقعات ہوتے ہیں جیسے لندن میں جس پر ہمیں افسوس ہے لیکن خود ہمارا ملک تو ہر وقت آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنس گیا۔ ہم پر دہشتگردی مسلط کر دی گئی اور آپ دیکھتے ہیں کہ نہ ہمارے مدرسے محفوظ میں نہ ہماری مسجدیں' خود صدر بھی محفوظ نہیں ہے۔ وزیراعظم بھی محفوظ نہیں ہے۔ ہمارے قبائل بھی تہس نہس ہو گئے تو یہ جرم کس کا ہے۔ یہ تو مغرب نے اور امریکہ نے افغان جہاد کے بعد یہ سارا ملبہ ہم پر ڈال دیا تو ہمیں اس سے نکالنے میں آپ ہماری مدد کریں۔ دہشت گردی کا شکار بھی ہم ہیں اور الزام بھی ہم پر ہے۔

ایک سوال میں آپ کے ذریعہ پوری دنیا کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میں پارلیمنٹ کے فارن کمیٹی کا ممبر ہوں' پچھلے دنوں ہم یورپ کے دورے پر گئے تھے پہلے مرحلے میں ہم جرمنی گئے' برلن میں انہوں نے بڑا اچھا استقبال اور خیر مقدم کیا ہمارے ساتھ پارلیمنٹ کے بہت سے گروپوں نے ملاقاتیں کیں اور ہم آپس میں ان ساری باتوں پر ڈسکس کرتے رہے میں نے ان لوگوں کے سامنے ایک سوال رکھا کہ دیکھئے افغانستان پر روس کا جو قبضہ ہوا تو سب سے بڑی قربانی پاکستان نے دی اور پاکستان کے عوام نے دی۔ کم از کم بیس لاکھ آدمی شہید ہو گئے۔ ۵۰ لاکھ کا بوجھ ہم نے اٹھایا اور پورے پاکستان کو رسک میں ڈال دیا ہو سکتا تھا کہ سوویت یونین ہمیں بھی تباہ و برباد کر کے رکھتا ابھی تک ہم وہ نقصانات بھگت رہے ہیں' ۲۰ لاکھ آدمیوں کا قتل ہزاروں معذور لولے' لنگڑے کئی لاکھ مہاجر ہمارے ملک میں اب بھی پڑے ہوئے ہیں اس ساری قربانی کے بعد اس کا سارا فائدہ مغربی اقوام نے لیا ایک فائدہ یہ کہ امریکہ واحد سپر پاور بن گیا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ آپ کا مشرقی یورپ سارا آزاد ہو گیا۔ تیسرا فائدہ یہ کہ برلن کی ساری دیواریں ٹوٹ گئیں اور تمام دنیا پر صرف مغربی قوتوں کا ہولڈ آ گیا یورپی یونین سارا آپس میں متحد ہو گیا۔ یہ سب کچھ ہماری قربانیوں کا پھل تھا ہمیں کیا ملا اتنی بڑی قربانیوں کے بعد بھی ہمارا افغانستان جہنم کدہ بنا ہوا ہے۔ اور ایسی آگ میں ڈالا گیا جس سے کوئی نہیں نکل سکتا اور پھر پاکستان کی کیا حالت ہے؟ کہ ہم دہشت گرد کہلائے اب ہم ہر جگہ ٹیرارسٹ ہیں۔ اور دنیا میں بلی بھی

ایک چوہے کو پکڑتی ہے تو شور مچتا ہے کہ یہ پاکستان سے ہوا تو جن لوگوں کی قربانیوں اور سٹرگل سے یہ سب کچھ ہوا اور وہ سب کچھ ہم نے آپ کی جھولی میں ڈالا تو آپ ہمارے ساتھ کم از کم تو یہ نہ کریں کہ کانٹے صرف ہم کو ملیں اور ہمارا سارا دامن ہی کانٹوں سے بھر دیا۔ تو اس کا جواب ان کے پاس نہیں تھا وہ بڑے متاثر ہوئے اور سوچ کر کہا کہ واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔ اس مدرسے سے ہزاروں طالب علم نکلے ہیں افغان جہاد تو الگ بات تھی۔ دنیا بھر میں ٹیررازم کے واقعات ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں کیا آپ کو کہیں بھی دنیا میں یا پاکستان میں کوئی ایک فرد بھی اس حقانیہ کا ملا ہے جو اس میں ملوث ہو۔ اس (حقانیہ) کو آپ سب سے بڑا وار یئر سکول سمجھتے ہیں۔ جبکہ یہ تو سراسر امن کا گہوارا ہے' کوئی مثال نہیں ہے کہ یہاں سے کوئی فرد یا بچہ بھی کسی غلط کام میں ملوث پایا گیا ہو۔ جتنے بھی پکڑے جا رہے ہیں یا جنہوں نے دہشتگردی کے واقعات کئے ہیں یا جو فہرست مطلوب افراد کی ہے وہ زیادہ تر آپ کی یونیورسٹیوں کالجوں اور سکولوں سے پڑھے ہوئے ہیں۔ وہاں سے ڈاکٹریٹ کی ہے' یا وہاں سے انجینئر اور پروفیسر بنے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً ۹۵ فیصد آپ کے اداروں سے نکلے ہیں اس میں 05 بھی ایسے نہیں ہیں جو کسی دینی مدرسے سے پڑھے ہوں۔

س: صدر مشرف کا غیر ملکی طلبہ کے نکالے جانے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: میرا اور اس کا نقطہ نظر ایک ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دہشت گردی ختم ہو جائے لیکن میں کہتا ہوں کہ اصل جو دہشتگرد ہیں ان کو نشانہ بنایا جائے۔ اب لاکھوں بچے جو مدرسوں میں پڑھتے ہیں اگر ان کو آپ ڈسٹرب کریں' یکدم امتحان سے محروم کر دیں' آپ ان کو مدرسوں سے نکال دیں اور آپ یہ سارا سسٹم بند کر دیں تو وہ لاکھوں لوگ جن کے دلوں میں نفرت نہیں ہے محبت ہے اور امن وسلامتی کی بات کرتے کراتے ہیں آپ کسی بھی طبقے کے ساتھ ایسی کاروائی کریں تو ان میں نفرت پیدا ہو جائے گی ان میں انتہا پسندی آجائے گی دہشتگردی میں نہیں ہیں۔ معاشرے میں دہشت گردی پھیلانے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوگا کیونکہ وہ آگ اور پھیل جائے گی۔

مثال یہ ہے کہ آپ کی ہارڈورڈ یونیورسٹی میں کیمبرج میں آکسفورڈ میں دو چار لڑکے دہشتگردی میں پکڑے جائیں تو کیا آپ پورے ہارڈورڈ یونیورسٹی آکسفورڈ یونیورسٹی یا کیمبرج یا سارے کالجوں یونیورسٹیوں پر کریک ڈاؤن کریں گے؟ ان کو بند کریں گے' کنٹرول کریں گے اس سے کتنا بڑا شدید ردعمل ظاہر ہوگا تو وہی صورتحال ہے۔

س: مغربی دنیا میں آپ کے بارے میں یہ تاثر ہے کہ آپ انتہا پسند ہیں؟ کیا آپ انتہا پسند ہیں؟ ابھی آپ نے یورپ کا دورہ کیا تو آپ کو بلجیئم جانے سے اسی وجہ سے روک دیا گیا؟

ج: ہم جرمنی سے آرہے تھے تو ہمارا بلجیئم میں پروگرام تھا۔ بلجیئم کا شنجن ویزہ بھی تھا۔ بہت بڑے معزز پارلیمانی وفد تھا۔ اگر میں انتہا پسند ہوتا تو پانچ چھ سال سے مسلسل اس گھر اور ادارہ .. کے دروازے جو پٹ نہ کھولے ہوتے پاکستان میں کسی عالم نے کسی پارٹی نے مغربی میڈیا کو اتنا وقت نہیں دیا جتنا میں نے دیا ہے اور عزت احترام بھی کیا ہے

اوران کے سامنے کھلی کتاب کی طرح سے یہ ادارہ رکھا ہے ان کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں' ڈسکس کئے ہیں میں تو مکالمہ اور بات چیت پر یقین رکھتا ہوں میری کوشش ہے کہ آپ لوگ ہم سے بات چیت کریں لیکن مغربی دنیا مکالمے کے لئے تیار نہیں مجھے وہاں بلجیم میں بھی اس لئے روکا گیا کہ یہ یورپی پارلیمنٹ پر اثر انداز نہ ہو جائے۔ یعنی وہ حکومت نہیں چاہتی تھی کہ میرے خیالات کھل کر معزز پارلیمنٹرین تک پہونچ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مغربی دنیا لوگوں سے اصل حقائق چھپا کر رکھنی چاہتی ہے۔

س: جب میں پانچ سال پہلے آیا تھا تو امریکی حکومت کی طرف سے پاکستان پر دباؤ تھا کہ اس مدرسے کو بند کردیں لیکن اب آپ پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ اور یہاں پر مذہبی جماعتوں کو مینڈیٹ ملا ہے اور اقتدار میں بھی ہیں۔ آپ کیا دیکھ رہے ہیں کہ مستقبل میں مذہبی جماعتوں کے اقتدار میں آنے کے حوالے سے کیا تبدیلی آئے گی۔

ج: جس وقت کا آپ ذکر کررہے ہیں تو اسوقت پارلیمنٹ تھا ہی نہیں۔ ورنہ میں 85ء اور میرے والد 70ء سے رکن پارلیمنٹ ہیں اسوقت سے ہم مسلسل پارلیمانی جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں کہ جو بھی تبدیلی آئے تو ڈیموکریٹک طریقہ سے آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسوقت مذہبی جماعتوں کو جو زیادہ نمائندگی ملی ہے تو یہ خوش آئند بات ہے آپ کو خوش ہونا چاہیے اگر ہم یہاں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اصلاحات کریں' انقلاب اور تلوار وغیرہ سے یہ کام نہیں ہوں گے' ہم جمہوری طریقے سے اسمبلیوں کے ذریعہ تبدیلی لائیں گے۔ وہ تبدیلی ایسی نہیں ہوگی' جو کہ مغرب کے لئے نقصان دہ ہوگی' ان پسماندہ حکومتوں اور عوام کی فلاح واصلاح کے لئے بہتر کام یہ غریب علماء اور غریب نمائندے کرسکتے ہیں ہم اس جدوجہد میں لگے ہیں کہ حالات بہتر ہوں' جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ اب بھی چاہتے ہیں کہ مدرسوں کے بند کروانے میں مغرب کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا' الٹا مشکلات بڑھ جائیں گی۔ یہ مدرسہ اس بلڈنگ اور بڑی بڑی عمارتوں کا نام نہیں ہے یہ استاد اور یہ شاگرد سارے ملک میں پھیل جائیں گے اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر سلسلہ چلائیں گے' یہی مدرسہ ہوتا ہے' تو پھر کتنے لاکھوں مدرسے بنیں گے۔

س: آپ کے خیال میں اس صورتحال کا کیا حل ہے؟

ج: مشکلات کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا ٹیررازم کو جس مقصد کے لئے استعمال کرتی ہے بغیر اس کے کہ وہ ہے کیا چیز' میں نے ہر جگہ یہ مطالبہ کیا ہے ابھی مغربی ممالک کے دورے میں بھی کہ ہم اور مغربی ممالک آپس میں بیٹھ کر ٹیررازم کی ڈیفینیشن کریں۔ اس کی حدود کیا ہیں' کون سی چیز ٹیررازم ہے اور کونسی ٹیررازم نہیں ہے۔ خواہ اس تعریف ومعیار پر مغربی طاقتیں یا بڑی طاقتیں اتریں یا کوئی گمنام شخص تو پھر پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ سب صاف ہوگا۔ ایک چیز کو کوئی مقدس جہاد سمجھتا ہے اور دوسرا اسکو ٹیررازم کہتا ہے۔ ایک بڑی قوت جہاد و جمہوریت کی سٹرگل کہتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ غلام بنانا چاہتے ہیں یہ سارا معاملہ تب صحیح ہوگا جب ہم ڈیفینشن طے کریں۔

س: آپ نے کہا کہ کوئی بھی ایسی مثال دیں کہ اس مدرسے کا سٹوڈنٹ تخریب کاری میں ملوث ہو تو آپکے خیال میں تخریب کاری کیا چیز ہے؟

ج: میں خود چاہتا ہوں کہ دہشتگردی کی متعین تعریف ہو جائے۔ اقوام متحدہ یا کسی اور پلیٹ فارم پر۔ اس کا تشخص معلوم کیا جائے۔ حدود متعین کئے جائیں۔ لیکن میں آپ کو آسان الفاظ میں فرق بتاتا ہوں کہ جہاد اور ٹیرازم میں فرق کیا ہے۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں رات کو ایک بس اس روڈ پر پشاور جارہی ہے اور چند ڈاکو اس کو روک لیں اور اس کے اندر گھس جاتے ہیں اور وہاں لڑکیوں کی بے عزتی آبروریزی کردیتے ہیں، وہاں سواریوں کو قتل کردیتے ہیں۔ ان کا سارا سامان لوٹ لیتے ہیں تو اس کے ساتھ جو کچھ ہوا، یہ ٹیرازم ہے۔ اور ایک شخص گھر میں آرام سے سو رہا ہے چادر اور چاردیواری کا تحفظ ساری دنیا ضروری سمجھتی ہے، رات کے اندھیرے سے یا اپنی طاقت سے دن دھاڑے کوئی شخص بندوق کی نوک سے آکر میرے گھر میں گھس جاتا ہے، میری عزت لوٹتا ہے، میرے گھر کو لوٹتا ہے، میرے سارے گھر کو تباہ و برباد کرتا ہے اس وقت اگر میں گھر میں بندوق اٹھاتا ہوں تو یہ میرے لئے لازمی ہے کہ میں اپنے گھر کا تحفظ کروں اس گھر میں اگر کوئی اس طریقے سے آتا ہے تو اس کی بقاء کی جنگ جہاد ہے اور جو شخص باہر ڈاکو کی شکل میں آکر لوٹ کھسوٹ کرتا ہے وہ ہے ٹیرازم ان دونوں میں فرق کرنا چاہیے۔